

سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (۸/۳)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نورافشاں

پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ایم اے
پادری غلام مسیح صاحب } ایڈیٹرز
نیو منزل۔ وارث روڈ لاہور

پادری ڈبلیو جے کلارک صاحب
ایم اے (ایمپرس روڈ۔ لاہور) مینیجر

جملہ خط وکتابت وترسیل زر
بنام مینیجر صاحب ہونا چاہئے اور
مضامین واشتہارات وغیرہ
برائے اندراج بنام ایڈیٹرز
ارسال فرماکر ممنون فرمائیں ؎

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۵۲	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۱۱ جولائی ۱۹۲۴ء	نمبر ۲۸

ضروری التماس

نہایت ہی رنج اور افسوس کا مقام ہے کہ شاعر فصیح البیان۔ عذب اللساں۔ شاعر یگانۂ روزگار۔ سخنور مشہور دیار دا المعارف بلبل گلستان سخندانی۔ عندلیب بوستان معانی۔ شیر نیستان شاعری۔ ضیغم بیشۂ سخنوری۔ منشی دفتر فصاحت۔ دبیر نسخہ بلاغت مجمع حسنات منبع عنایات وحید العصر۔ فرید الدہر جناب مولینا مولوی نصیر الدین صاحب نصیر بالقابہ قریباً تین ہفتہ سے بستر علالت پر پڑے ہوئے ہیں۔ ضعف ونقاہت کا یہ عالم ہے کہ بجز پوست واستخواں کے کچھ باقی نہیں رہا۔ ورنہ لا دہ دہلی میں شاہی الٰبا یعنی جناب حکیم اجمل خاں صاحب کے لائق اور فرزانہ فرزندوں کے زیر علاج ہیں

پس تمام ناظرین نورافشاں لاہور سے التماس ہے کہ آپ مولینا صاحب ممدوح القدر کی صحت یابی کے لئے جناب باری تقدس وتعالےٰ اعز اسمہٗ کی درگاہ اقدس دبارگاہ مقدس میں خلوص نیت وصدق دلی سے کمال تضرع و ابتہال کے ساتھ دُعا پر دُعا کریں۔ تاکہ وہ خدائے قدوس وبرحق مولینا صاحب موصوف کو صحت عاجل عطا فرما کر اپنے جلال باکمال کے اظہار کے لئے خاص طاقت وتوانائی مرحمت فرمادے مجھے یقین کامل اور امید واثق ہے کہ میری یہ عاجزانہ درخواست ضرور شرف قبولیت حاصل کریگی۔

الملتمس:۔

خاکسار حشمت اللہ عفی اللہ عنہ۔ لودیانہ

گناہ اور اُس سے نجات

گذشتہ سے پیوستہ

پس انسان اپنے گناہوں سے مجبور ہو کر ان کا غلام بن کران کے پنجے سے اپنی کوشش سے نہیں چھوٹ سکتا کیونکہ اس میں قوت ارادی تقریباً سب سلب ہو جاتی ہے اور زبردست آزمائشوں کا جو اس کی فطرت ثانی ہو جاتی ہیں مقابلہ نہیں کر سکتی اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ انسان علم کے ذریعہ سے اپنے گندے خصائل کا مقابلہ نہیں کر سکتا کیونکہ وہ جان بوجھ کر گناہ کرتا ہے اور نہ ہی سزا کا خوف اُس کے گناہوں اور بُری خواہشوں اور بد ارادوں سے چھٹکارا دلا سکتا ہے۔ کیونکہ سزا کا ڈر ان ارادوں تک پہنچ ہی نہیں سکتا۔ پھر کونسی سبیل نجات کی رہگئی!

مسیحی مذہب جواب دیتا ہے کہ محبت کی سبیل "خدا نے دنیا سے ایسی محبت رکھی کہ اُس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا۔ تاکہ جو کوئی اُس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو۔ بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے" خوف اور دہشت سے ہم کسی کے دل پر قبضہ نہیں کر سکتے اور نہ ہی اس دل کو بُرائی کی طرف سے موڑ کر ایسا تبدیل کر سکتے ہیں کہ وہ اپنی خواہشات نفسانی چھوڑ کر فرشتہ سیرت بن جائے۔ مثال کے طور پر ایک شخص کو لیں جس کی بیٹی زانیہ ہو جاتی ہے۔ باپ اُس کو مقید کر کے سزا دیتا ہے۔ لیکن باپ نے

اس کے جسم کو تو مقید کر لیا لیکن اُس کے دل پر تو اُس کا اختیار نہیں۔ جب آزاد ہوگی تو اس وقت اگر خوف اور دہشت کے مارے ظاہراً نہ کرے لیکن درحقیقت اُس کا دل تو ناپاک خیالات سے معمور رہیگا۔ لیکن اگر اس لڑکی کا باپ سزا دینے کے عوض اُس پر یہ ظاہر کرے کہ اس کے فعل بد کی وجہ سے اس کے باپ کو ہر جگہ شرم اُٹھانی پڑتی ہے اور وہ ہر جگہ ذلیل اور خوار ہوتا ہے۔ اس کا ننگ و ناموس جاتا رہا۔ جہاں سے وہ گذرتا ہے لوگ اُس کی طرف اشارہ کر کے حقارت اور ذلت آمیز باتیں کرتے ہیں۔ لیکن باوجود اس رسوائی کے اس شرم اور ذلت۔ حقارت اور خواری کے وہ اپنی لڑکی سے ویسی ہی محبت رکھتا ہے اور چاہتا ہے کہ صرف وہ اپنے گناہ سے توبہ کرے تو اس لڑکی کے دل پر اثر ضرور پڑیگا۔ وہ اپنے دل میں خیال کریگی کہ "میری بدفعلی کی وجہ سے میرے باپ کو رنج و صدمہ پہنچا۔ اس کو شرم ذلت اور خواری اُٹھانی پڑی۔ لیکن باوجود اس ذلت اور خواری کے وہ مجھ سے ویسا ہی پیار کرتا ہے۔ وہ سزا دینے سے دریغ کرتا ہے اور ویسا ہی مہربان اور شفیق ہے۔ میں نے اپنے باپ کی بے عزتی کی لیکن میرا باپ رحیم اور آمرزگار ہے۔" وہ لڑکی اپنے باپ کی رسوائی ذلت۔ خواری اور محبت کی روشنی میں اپنے نفرت انگیز گناہ کو اس کی پوری پلیدگی میں دیکھتی ہے اور وہ اپنے دل میں ٹھان لیتی ہے کہ "میں اُٹھ کر اپنے باپ کے پاس جاؤنگی اور اس سے کہوں گی اے باپ میں نے تیرا گناہ کیا ہے اور اب اس لائق نہیں کہ تیری بیٹی کہلاؤں میں اپنے گناہ کو مان لیتی ہوں اور میری خطا ہمیشہ میرے سامنے ہے۔" پس وہ اپنے گناہ کا اقرار کر کے توبہ کریگی اور اس کا دل ہمیشہ کے لئے تبدیل ہو جائیگا +

اسی طرح جب ہم خداوند مسیح کی صلیب کے پاس آتے ہیں تو ہم وہاں خدا کی محبت کا ظہور دیکھتے ہیں اور مسیح کی ذلت اور خواری اور دکھ اور تکالیف اور رنج اور صدمہ اور سب سے زیادہ اس کی محبت کی روشنی میں ہم اپنے گناہوں کو اُن کی پوری پلیدگی اور گندگی میں دیکھتے ہیں اور ہم اپنے گناہوں کا اقرار کر کے ان پر نفرین کرتے ہیں۔ اُن سے ہم کو گھن آتی ہے۔ وہ ہماری قوت ارادی جو تقریباً سلب ہو چکی تھی پھر توانا اور مضبوط ہو جاتی ہے اور ہم کو گناہ اور دنیا اور شیطان سے مردانہ وار جنگ کرنے میں خداوند یسوع مسیح کی صلیب سے مدد ملتی ہے اور اس سرچشمۂ حیات سے ہماری مردہ قوت ارادی ازسرنو زندہ ہو جاتی ہے۔ ہم جو پہلے گناہ کے مغلوب تھے اس پر غالب آجاتے ہیں۔ ہم کو اس گناہ سے جو فطرت ثانی ہو کر ہم کو اپنے بندوں میں جکڑے ہوئے تھا نجات ملتی ہے۔ وہ فطرتِ ثانی مصلوب ہو جاتی ہے اور ہم گناہ کی غلامی میں نہیں رہتے۔ گناہ ہم پر حکومت نہیں کرتا۔ بلکہ خدا کا فضل مسیح کی صلیب کے ذریعہ ہمارے شامل حال ہوتا ہے اور جس طرح ہم نے اپنے اعضا بدکاری کرنے کے لئے ناپاکی اور بدکاری کی غلامی کے حوالے کئے تھے اسی طرح اب اپنے اعضا پاک ہونے کے لئے راستبازی کی غلامی کے حوالے کرتے ہیں۔ گناہ سے آزاد ہو کر اور خدا کے غلام ہو کر ہم کو پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ گناہ کی مزدوری تو موت ہے مگر خدا کی بخشش ہمارے خداوند یسوع مسیح میں ہمیشہ کی زندگی ہے۔

پادری برکت اللہ

از نارووال

نور افشاں کی توسیع اشاعت میں سرگرم کوشش کیجئے۔

عزمِ راسخ

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اس عالم خاکی میں جتنے نامور اور شہرۂ آفاق اشخاص گذرے ہیں وہ فقط اپنی سعی و کوشش۔ ہمت و استقلال اور عالی حوصلگی ہی کی وجہ سے اس صفت کے موصوف بنے ہیں یا اس بات کے قابل بنے ہیں کہ اُنہیں نامور اور شہرۂ آفاق کہہ سکیں۔ دوسرے لفظوں میں اس بات کو اس طرح بھی کہنے کے مستحق ہیں۔ کہ دنیا میں اگر شہرت و ناموری حاصل کرنی ہے یا کسی مشکل کام کا کرنا ہے۔ دنیا میں اگر کامیابی۔ فتح و نصرت کا منہ دیکھنا ہے تو ارادے کی پختگی یا عزم راسخ کا ہونا اوّلاً لازمی و لابدی ہے جو فرد بشر اپنے میں یہ صفت نہیں رکھتا وہ ادنےٰ سے ادنےٰ کام کے کرنے سے بھی جی چرائیگا اور کبھی بھی کسی قسم کی کامیابی اور کسی قسم کی ترقی نہیں کر سکیگا۔ اُس کی حالت دن بدن گرتی جائیگی حتیٰ کہ اُس کے قوائے جسمانی تو کجا عقلی و ذہنی۔ قوائے روحانی تمام ناکارہ ہو کر حالت تنزل کی طرف قدم مارتے ہوئے ناکارہ ہو جائینگے۔ بجز اس آدمی کو ہم ادنےٰ درجے کا انسان کہہ سکتے ہیں۔ برعکس اس کے ایک انسان جس میں ارادے کی پختگی ہے۔ خواہ کتنی ہی کٹھن و دشوار منزل ہو۔ کتنا ہی مشکل کام ہو وہ ضرور بالضرور کر دکھائیگا اور آخرکار یہاں تک اس کا نام بلند ہوگا کہ تا ابد عالم کی سلک مروارید میں پرو دیا جائیگا۔

تمام نامور اشخاص کے سوانح بغور مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی اوروں سے زیادہ امیر و دولت مند نہ تھے۔ وہ کوئی ایسے قوا نہ رکھتے تھے جو آپ میں نہ پائے جاتے ہوں۔ پھر فرق ہے تو کیا؟ یہی کہ اُنہوں نے اپنے میں ایسی صفت پیدا کر لی جسکو آپ نے پیدا کرنیکی کوشش نہ کی (صفحہ ۱۱ ملاحظہ ہو)



نورافشاں

مطبوعہ ۱۱ جولائی ۱۹۲۴ء

مولینا مولوی نصیر الدین صاحب کی بیماری

ہمیں مولینا مولوی نصیر الدین صاحب کرنالوی کی دیرینہ خاموشی پہلے ہی کھٹک رہی تھی کہ اس کا باعث ضرور کچھ نہ کچھ ناگوار حالت ہوگی۔ ہم اسی کشمکش و پیچ میں تھے کہ آپ کا ایک کارڈ دہلی سے موصول ہوا جس میں آپ نے اپنی بیماری کا مختصر ذکر ہی ڈالنے والا ذکر کیا۔ اس کے بعد علامہ حشمت اللہ سے ضرور تی التماس ہمارے پاس پہنچی۔ جسے ہم اسی نمبر میں کہیں درج کر چکے ہیں۔ ان ہر دو خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ مولینا مولوی نصیر الدین صاحب نصیر کرنالوی سخت تکلیف میں مبتلا ہیں۔ اگرچہ علاج معالجہ بدستور جاری ہے پر اس کے ساتھ ہی اب صحت و شفا اور زندگی کا انعام دینے والے خدا کو پکارنے کی ضرورت ہو کہ وہ اپنے جلال و بزرگی کے لئے اپنے کمزور و ضعیف فرزند کو قوت و صحت و شفا کا انعام عطا فرمائے آمین۔ ہمیں قوی امید ہے کہ ناظرین نورافشاں آپ کی صحت و شفا کے لئے ضرور دعا کرینگے۔

یورپی انسانوں کی قابلیت

یورپی انسان انسانیت کے مدارج میں بہت آگے بڑھ چکے ہیں۔ اُن کی ساخت و صورت ہی خصوصیت نہیں رکھتی۔ بلکہ اُن کے قوائے ذہنی اور تہذیب شائستگی دیگر براعظم کے بنی نوع انسانوں سے بہت آگے بڑھ چکی ہے۔ انکی دلچسپیاں اور معلومات ایسی وسیع ہو چکی ہیں کہ دیگر براعظم کی اقوام کو ہزاروں برس کی لگاتار کوشش کے بعد انکی مساوات کا مشکل سے مرتبہ حاصل ہوگا۔

یورپی اقوام محض دنیا کے ممالک کی اقوام پر حکمرانی کے لئے پیدا نہیں ہوئی ہیں۔ ان کی آج تک کی ترقی اس بات کی شاہد ہے کہ وہ قدرت کی طاقتوں پر فرمانروائی کے لئے پیدا ہوئی ہیں۔ ان اقوام کے فرزندوں نے زمین و سمندر کی گہرائی سے جنگ کی اور اُسے فتح کر چھوڑا۔ سمندر کی تمام معموری اس کی ملکیت ہے۔ سمندروں سے جنگ کی پانیوں کی طاقت کو زیر کیا۔ آج کے دن سمندر اُن کے تابع فرمان ہیں۔ خشکی کی طاقتوں سے جنگ کر کے خشکی پر فرمانروائی حاصل کی۔ زمین کی بلندی سے جنگ جاری ہے۔ اگرچہ اب تک تین دفعہ یورپی فرزندوں کو کوہ ایورسٹ نے شکست دے دی ہے پر وہ وقت دور نہیں کہ یورپ اس کی خود مختاری کو زیر کر کے چھوڑیگا۔ کرہ ہوائی سے جنگ کر کے اس پر یورپ فتح حاصل کر چکا ہے۔ اب انگلینڈ فرانس۔ امریکہ وغیرہ ممالک کے ہوا باز عالمگیر پروازیں کرتے پھرتے ہیں یا ہوائی جہازوں کے وسیلے سے تمام دنیا کے گرد چکر لگا رہے ہیں۔ لاریب یورپی اقوام کے فرزندوں کے کارہائے عظیم اس بات کے شاہد و گواہ ہیں کہ اُن کی انسانیت ہماری انسانیت کے مقابل نہایت اعلیٰ اور بلند اور پختہ ہے۔

ایک ہم لوگ بھی انسان ہیں۔ ہمیں اپنے باپ دادوں کی تلوار زنی اور تیر اندازی پر ناز ہے۔ ہم مہابھارت سے بڑھ کر دنیا کی جنگ ہی نہیں مانتے۔ چرخہ سے بڑھ کر کسی ایجاد کو تسلیم ہی نہیں کرتے۔ گڈے اور بہلی سے بڑھ کر کسی سواری کو ہی خاطر میں نہیں لاتے۔ کھدر سے بڑھ کر کسی کپڑے کو ہی تسلیم نہیں کرتے۔ بی۔اے یا ایم۔اے کی ڈگری لیکر ملازم ہونے سے بڑھ کر کوئی زندگی کا مشغلہ ہی نہیں جانتے۔ بڑی ہمت کی تو عدم تعاونی بنگئے۔ ہماری جملہ دلچسپیاں ست جگی زمانہ کی ہیں ہماری ترقی معکوس ہے۔ اس پر ہمیں یورپی اصحاب سے مساوات کا دعویٰ ہے۔ یہی چھوٹا منہ بڑی بات کی مثال ہے۔

آل انڈیا نیشنل کانگرس کے اجلاس ختم

گذشتہ ہفتہ میں احمد آباد میں آل انڈیا نیشنل کانگرس کے اجلاس ختم ہو چکے۔ مہاتما گاندھی اور سوراجیوں میں گرماگرم بحث مباحثہ رہا۔ مہاتما جی نے اپنے پرانے عدم تعاون کے اصولوں کی زبردست تائید و تصدیق کی۔ بائیکاٹ کے طریق عمل کو پھر قائم و ثابت رکھ لیا ہر ایک کانگرسی ممبر کے لئے جو چرخہ کاتنے کی شرط تھی اس میں کچھ تبدیلی کی گئی۔ مہاتما گاندھی کے اصرار و استقلال کو دیکھ کر بعض وقت سوراجی بڑے دلتنگ ہوئے۔ جلسہ کے درمیان سے اُٹھ اُٹھ کر چلے گئے۔ آخرکار مہاتما جی کو ایک حد تک ڈھیلا ہو کر سوراجیوں کے مطالبے بھی پورے کرنے پڑے۔ ہر دو پارٹی میں مفاہمت ہو گئی۔ آخری روز جو مہاتما جی نے کانگرس میں تقریر کی تو آپ زار زار رونے تھے اور آپکے ساتھ قریباً جملہ حاضرین نالاں تھے۔ کانگرس کے اُن اجلاس کا اثر و نتیجہ اہل وطن کے رو برو آنے والا ہے۔ دیکھیں ملک و قوم کے لیڈر لوگوں کو کس راہ پر چلاتے ہیں؟ مہاتما گاندھی ماہ اگست سے تمام ہندوستان کا دورہ کرینگے۔ آپ پنجاب تشریف لائینگے۔

نادہند جرمنی

۱۹۱۸ء سے عالمگیر جنگ برائے نام ختم ہوئی اور دول متحدہ نے جرمنی سے تاوان جنگ کی وصولی کی کوششیں شروع کیں۔ اگرچہ ان کوششوں میں کسی قدر کامیابی بھی ہوئی مگر جرمنی نے اپنی چالوں سے آج تک دول متحدہ کو حیران کر رکھا ہے تاوان جنگ کی وصولی آجتک محال ہو رہی ہے۔ جرمنی

اپنے مخالفوں کے لئے پھر ایک سربستہ راز بن رہا ہے اپنے حیلوں سے سالوں کا وقفہ حاصل کر چکا ہو دول متحدہ حیران ہیں کہ کس طرح اس نادہند سے تاوان وصول کریں۔ بہت سی تدابیر کی جاتی ہیں پر ٹکا وصول نہیں ہوتا۔ دیکھیں نادہند جرمن کب تک ہیر پھیر کرکے بچتا ہے۔ لینے والے بھی انگریز ہیں جو کھل سے تیل نکالنا جانتے ہیں۔

ہڑتالوں کی پلیگ

ہڑتالوں کی پلیگ ہند سے شروع ہو کر تمام دنیا میں پھیلی۔ اگرچہ اس کا زور شور تو اب نہیں ہے مگر سرد ملکوں میں اب تک باقی ہے۔ انگلینڈ میں تو اس نے اپنا دائمی گھر بنا لیا ہے۔ ہفتہ عشرہ میں خبر آہی جاتی ہے کہ ہڑتال ہوگئی۔ اس ہفتہ کی خبروں میں ۷ لاکھ مزدور ہڑتال پر آمادہ دکھائے گئے ہیں۔ مزدوروں اور سرمایہ داروں میں ہڑتال کی پلیگ پڑتی ہی رہیگی۔ اس کا معالجہ تلاش کرنا محال ہے۔

ینابیع المسیحیت

مسیحیت کا افتراق و اشتراک

دنیا میں ابتداء سے آجتک جس قدر مذہبی عقائد و خیال مروج چلے آئے ہیں وہ صرف دو لفظوں پر تقسیم ہو جاتے ہیں وہ الفاظ سچ اور جھوٹ مشہور ہیں جھوٹ مشابہ سچ کا نام ہو سکتا ہے جس کا ظاہر مثل سچ ہو پر باطن سراسر سچ کی تکذیب ہو۔ برعکس اس کے سچ ایسی حقیقت کو ظاہر کرتا ہے۔ جو ظاہر و باطن میں یکساں ہو یا لفظاً و معناً حقیقت بیانیہ کا ترجمہ و عین ہو۔ اس سے یہ بات جتانا مقصود ہے کہ جھوٹ کو بھی سچ و حقانیت سے کسی معانی کی موافقت ہوتی ہے اور حق اور صداقت یا سچائی کو بھی جھوٹ سے کسی معانی کی ہمرنگی ہوتی ہے انسانی علم و تجربہ میں سچائی اور صداقت ہرگز لاثانی و بے مثال نہیں ہے۔ ہماری زبان میں لاثانی و بے مثال الفاظ ایسے ہیں جن کے انسانی علم و تجربہ میں کچھ معنے نہیں ہو سکتے ہیں۔ پس حق یا باطل اور سچ یا جھوٹ میں ایک حد تک افتراق و اشتراک ہے۔

یہی افتراق و اشتراک نیکی و بدی میں بھی موجود ہے۔ نیک و بد انسان میں بھی موجود ہے۔ ایک حد تک خدا اور انسان میں بھی موجود ہے تو بھی عاقل و بالغ انسان کا فرض کلی یہ ہے کہ وہ اسباب و حالات زیر فکر پر غور و خوض کرکے حق و باطل میں تمیز کرے اسی اصول پر ہم مسیحیت اور غیر مسیحیت کے افتراق و اشتراک کو سمجھ سکتے ہیں۔

غیر مسیحیت کو مسیحیت نے کبھی بالکلیہ اور سراپا جھوٹ یا باطل یا بدی نہیں مانا۔ غیر مسیحیوں کو سراپا ابلیس تسلیم کیا ہے۔ مسیحیت نے غیر مسیحیت کا نقشہ کھوئے ہوئے بیٹے اور کھوئی ہوئی بھیڑ کی تمثیلوں میں۔ کھوئے ہوئے درہم کی تمثیل میں اور کڑوے دانے کی تمثیل میں صفائی سے کھینچا ہے۔ ان تمثیلوں میں اس بات کی تفسیر کی ہے کہ غیر مسیحیت کو مسیحیت سے ایک معانی کی ہمرنگی ہے۔ غیر مسیحی مسیحیوں سے مشابہت رکھتے ہیں۔ غیر مسیحی بھی خدا کے بیٹے ہیں اگرچہ کھوئے ہوئے بیٹے ہیں۔ ان کی غیر مسیحیت مسیحیت سے ایک معنا کی مشاکلت رکھتی ہے۔ جس کا پتہ صرف پھل سے لگتا ہے۔ ان مثالوں سے یہ بات ظاہر کرنا مقصود ہے کہ مسیحیت کو عالمگیر سچائی سے اشتراک اور عالمگیر برائی اور بطالت سے افتراق ہے۔ عالمگیر صداقت سے اشتراک کا پہلو بلاشک غیر مسیحی دنیا میں مسیحیت کی مقبولیت کے دروازے کھولنے والا پہلو ہے مگر مسیحیت کا عالمگیر بطالت سے افتراق کا پہلو اس پر تمام دنیا کے دروازے بند کرنے والا ہے۔

مزید براں عالمگیر صداقت سے اشتراک کا پہلو مسیحیت اور غیر مسیحیت میں کوئی بڑا اور کشادہ نہ تھا۔ کیونکہ غیر مسیحی دنیا میں جو صداقت مسیحیت کی ابتدا میں مسلمہ تھی وہ نہایت قلیل و گمنام سی تھی۔ اس کا احساس و علم و عمل ہرگز عام نہ تھا خصوصاً مسیحیت کے بانی کے علم و آگاہی میں غیر مسیحی دنیا کی سچائی آنے کے وسائل و ذرائع ناپید تھے غیر مسیحی دنیا کے پاس اس سچائی سے زیادہ کچھ تھا بھی نہیں جو مسیحیت کے بانی کو آبائی مذہب میں میراث جدی کے طور پر ملی تھی۔ شائد مسیحیت کے مخالفین کو یونان کے فلاسفروں اور روم کے سنیکا اور اپکٹیٹس وغیرہ حکما کے خیالات و اقوال پر بڑا ناز ہو۔ جو اس زمانہ کی زندگی اور اس کے عمل سے بالکلیہ خارج اور اہل علم کی تفریح اور اوقات بسری کے مشاغل تھے۔ ایسے مخالفین کا منہ بند کرنے کے لئے ہمارے پاس عہد عتیق اور یہودی آباء کی وہ تحریرات کافی ہیں جو مسیحیت کے بانی کی زمینی زندگی کے ایام میں مروج و موجود تھیں یونان و روم کا فلسفہ اور علم الاخلاق یہودی علوم و معلومات کے مقابل طفلانہ خیالات سے زیادہ وقعت نہ رکھتا تھا۔ مسیحیت کی آبائی میراث میں مذہبی۔ اخلاقی۔ روحانی مجلسی۔ تاریخی۔ تمدنی۔ قدرتی وغیرہ صداقت اقوام دہر کو روشن کرنے کے لئے موجود تھی۔ جس پر مسیحیت نے اضافہ کرکے آبائی صداقت کو آفتاب عالمتاب بنا دیا تھا۔ مسیحیت کے بانی نے آسے عملی لباس پہنا کر نور علیٰ نور کر دیا تھا نہ صرف یہودی سچائی کے قالب میں عملی زندگی کی روح پھونکی تھی بلکہ اس وقت کی دنیا کی معلومہ سچائی کے مردہ قالب میں عملی جان ڈال دی تھی۔ پر اقوام دہر کی تاریکی کو دور کرنے کی قابلیت نہ رکھتی



تھی۔ غیر یہودی و غیر مسیحی اقوام کی عقل اور طبعی روشنی کے چراغ جن میں تاریکی و ظلمت و وحشت و بت پرستی و خود پرستی کا اندھیرا ملا تھا اس میں مسیحیت کے بانی نے اپنے عمل سے وہ قوت پیدا کر دی تھی جو اُن کی ظلمت کو ہمیشہ کے لئے فنا کر ڈالے۔ پس مسیحیت کے مخالفین مسیحیت کی صداقت اور غیر مسیحیت کی صداقت کے اشتراک سے ہرگز یہ نتیجہ نہیں نکال سکتے کہ مسیحیت نے غیر مسیحی اقوام کی عقل و طبعی سچائی کی روشنی میں مسیحیت کی اصلی صداقت کو دیکھ کر اُسے فی زمانہ قبول کیا تھا۔

مسیحیت اور غیر مسیحیت کے افتراق و جدائی کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں جو شخص تاریخ روم و یونان سے واقف ہے۔ جو شخص تاریخ مصر و بابل و عرب سے آگاہ ہے۔ اس سے اقوام مذکورہ کے مذہب کی بیہودگی پوشیدہ نہیں ہے عجیب معاملہ یہ ہے کہ ان کی کوئی بیہودگی مسیحیت کے نوشتوں میں راہ نہیں پا سکی۔ مسیحیت کے تمام نوشتے اپنے پیشوا کے زمانہ کی تمام بیہودگی اور ناپاکی اور ظلمت و تاریکی سے بالکل پاک ہیں وہ ایک سرے سے دوسرے سرے تک یہودیت کی خالص سچائی و صداقت پر ختم ہیں۔ ان کی سچائی و صداقت یسوع مسیح کی زندگی اور اقوال ہیں۔ یسوع مسیح کی زندگی کا طرزِ عمل اور اثر ہے یسوع مسیح کی زندگی کا لاثانی مقصد و انجام ہے۔ یسوع مسیح کی زندگی کا ترکِ عمل اور دعوتِ عمل ہے۔ یسوع مسیح کی زندگی کا عالمگیر صداقت سے اشتراک اور عالمگیر بطالت سے افتراق ہے۔ ان معانی کی مسیحیت اگر مسیحیت کے مخالفین یسوع مسیح سے پیشتر یا اُس کے زمانہ میں یا اس کے بعد کے زمانہ میں مسیحیت سے جدا ثابت کر دکھائیں تو ہم مخالفین کی سننے کو تیار ہیں۔ ورنہ مخالفین ہم سے یہ ہرگز اُمید نہ رکھیں کہ ہم اُن کی ہاں میں ہاں ملائینگے ؂

مذہب اور سائنس

نمبر سوم

فضیلت مذہب الٰہی

(از قلم ڈاکٹر مولوی حشمت اللہ لودیانہ پنجاب)

ہماری تحقیق انیق بلکہ تدقیق میں سائینس نے بڑی بڑی غلطیاں کیں۔ قدم قدم پر ٹھوکریں کھائیں۔ مثلاً ہمارے بطلیموس پہلے بزرگ نے جو سٹرانومر (ہیئت دان) تھے وہ اصول قائم کیا جس میں زمین مرکز عالم ہے اور آفتاب مع ماہتاب اُس کے گرد گردش کرتا ہے یا یوں سہی کہ آفتاب متحرک ہے اور زمین ساکن۔ ہمارے فیثاغورث بزرگ نے اُس کے برخلاف یہ اصول قائم کیا کہ آفتاب مرکز عالم ہے اور ساکن ہے اور زمین اُس کے گرد گھومتی ہے۔ ہزارہا برس تک پہلا اصول رونق پر رہا اور دوسرا اصول مذاق اور ٹھٹھوں میں اُڑایا جاتا رہا۔ بلکہ اس مؤخر اصول کے معتقدین آگ میں جلائے گئے۔ مگر تین صدیوں کے تجربوں نے نہ صرف پہلے نظام کو باطل و عاطل کر دکھایا بلکہ بطلیموسی نظام کو منسوخ الاذکار بھی کر دیا۔

نظر بہ دلائل و براہین موجودہ ظاہر ہے کہ بطلیموسی سائنس مذکور نے بڑی بھاری غلطی کھائی اور اس کو پوری پوری ہزیمت اور شکست ہوئی۔ جس کو شکست فاش کہنا زیادہ گوئی یا مبالغہ نہیں۔ مگر صحیح قیاس صاف دلالت کرتا ہے کہ عجب نہیں کہ کچھ مدت یا چند صدیوں کے بعد دوسرا نظام بھی باطل ہو اور کوئی **تیسرا نظام** ایجاد اور اختراع ہو کر قائم ہو۔ یہی حال دیگر تمام تھیوریوں اور نظریوں اور تعلیمات سائنس کا ہے۔ دیکھو ہسٹری آف

الغرض جو لوگ نیو سائنس پر پھولتے ہیں اُن کا پھولنا اور فخر کرنا واجب نہیں تاکہ بے مغز نہ کہلائیں بطلیموسی اصول کے پیرو کس قدر فخر و ناز کرتے اور پھولتے تھے۔ گویا حد اوسط سے باہر اور زمانہ حال میں جو اس بزرگ کے نقش قدم پر جمے ہوئے ہیں اور سخت ترین نکتہ چینی کرتے ہیں اور اپنی اپنی مذہبی کتابوں کو درمیان میں رکھ کر آڑ بناتے ہیں اور یہ بات سمجھانے سے بھی کسی طرح نہیں سمجھتے کہ آپ کی مقدس کتابوں کا موضوع یہ نہیں جو آپ بتاتے ہیں اور آخر نادم ہوتے ہیں۔ بالبداہت غلطی پر ہیں۔ بعض نادان اشخاص جو کتب مقدسہ کا مقابلہ جدید علوم والے نیچرل لاز کے کرشموں سے کرا کر ایک غیر **صحیح نتیجہ** استخراج کرواتے ہیں تو گویا ایسی مثال ہے کہ اصل گلاب کے پھول کو ترجیح دیتے ہیں۔ حالانکہ دانشمند اشخاص نیچرل لاز کے کرشموں کو انسانی جدت طراز طبیعتوں کا نتیجہ ثابت کر دیتے ہیں۔ اور کتب مقدسہ کو باری تقدس و تعالیٰ کے کرشموں میں سے ایک کرشمہ تو باری تعالیٰ جل جلالہ کے اختراعات کا انسانی ایجادات سے مقابلہ کرنے کا نتیجہ کیا کچھ نکلیگا؟ یہی کہ وہ بازیچۂ اطفال یا پاگلوں کا فعل اور **مجذوبوں کی بڑ** ہوگا۔ روشن ضمیر آدمی انسانی ایجاد کو اگر خدائی اختراع کے ساتھ تشبیہ دے تو ایک طرح یہ جائز ہے۔ گویا تنزل سے ترقی کی طرف مائل ہے اور اگر انسانی ایجاد کو الٰہی اختراع کے ساتھ مقابلہ میں لا کر اپنے منفیہ مطلب نتیجہ نکال کر سادہ لوحوں کو غلطی گڑھے میں ڈالے تو ایسا انسان روشن ضمیر نہیں ہو سکتا بلکہ انسانی صورت میں حیوان مطلق ہے۔

ہم اس امر سے ہرگز ہرگز انکار نہیں کر سکتے کہ تھوڑے عرصہ سے مہذب ملکوں کو جدید علوم میں

سے بعض نے دُنیوی ترقیوں کے لحاظ سے اور ملکوں کی نسبت فلک الافلاک تک رسائی کروادی ہے مگر پھر بھی سائنٹیفک لوگوں کو نیچرل لاز کے اکثر افعال کے سمجھنے میں کُلی دسترس اور عبور ہنوز حاصل نہیں ہُوا چنانچہ۔

(۱) **سر ازیک نیوٹن** مسئلہ کشش کے موجد کو صرف اتنا ہی معلوم ہُوا کہ مسئلہ مذکورہ یوں ہے اور یُوں ہے۔ لیکن اصل سبب کے بیان کرنے میں وہ اپنا عجز ظاہر کر کے واللہ اعلم بالصواب کے حق کلمے سے رطب اللساں ہوئے ہیں۔ ان کا قول ہے کہ "اجسام کی حرکات سے یہ عیاں ہوتا ہے کہ گویا وہ ایک دوسرے کو اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ لیکن کیا حقیقت میں یہ عمل اسی طرح ہوتا ہے! اگر فی الواقعہ اسی طرح ہوتا ہے تو وہ کیسے ہوتا ہے؟ یہ میرے فہم و ادراک سے باہر ہے" پھر ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ "میں نہیں جانتا کہ کشش کا یہ عمل کس طرح ہوتا ہے جسے میں کشش کے نام سے پکارتا ہوں۔ ممکن ہے کہ وہ صدمہ یا حرکت کے ذریعہ سے ہوتا ہو۔ یا کسی اور طریقہ پر ہوتا ہو۔ جس سے میں ناواقف ہوں۔ اس لفظ سے میری مراد ایک قسم کی طاقت ہے جس سے اجسام ایک دوسرے کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ چاہے اُس کا کوئی سبب ہو"۔

بانٹلے کو ایک خط میں لکھتے ہیں کہ بعض لوگوں کا یہ دعوےٰ ہے کہ مادہ کے واسطے کشش لازمی اور طبعی ہے تاکہ ایک جسم دوسرے پر بلا واسطہ اثر ڈال سکے۔ میری رائے میں یہ قیاس سراسر لغو ہے۔ جو شخص طبعی مسائل سے واقف اور ان کے متعلق غور و فکر سے کام لے سکتا ہے وہ کبھی اس غلط فہمی میں مُبتلا نہیں ہو سکتا"۔

پروفیسر ڈو بائس ریمونڈ نے جو علم الحیات کا عالم مُتبحر اور برلن اکاڈمی کا گراں پایہ حکیم تھا۔ ۱۴ اگست سنہ ۱۸۷۲ء کو لیپزک کی سائنٹیفک کانگریس میں سائنس کے حدود پر لکچر دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ "ان مسائل میں سے سات بالخصوص قابل ذکر ہیں جنکو میں مافوق الفہم قرار دیتا ہوں۔ کیونکہ ان کی حقیقت سے کما حقہ آگاہی حاصل کرنا میری عقل سے باہر ہے اور وہ سات مسائل لاینحل یہ ہیں (۱) مادہ اور قوت کی اصلیت (۲) حرکت کا مبدا (۳) آغاز حیات (۴) موجودات عالم کی آخری صورت اور کائنات کا باقاعدہ نظام (۵) حاسہ یا شعور اور ادراک کا مبدا (۶) قوت متخیلہ اور قوت ناطقہ کا آغاز (۷) فعل خود مختاری اور مسئلہ جبر و اختیار۔ یہ سب مسائل میری رائے میں کیا کل علما کی نظر میں انسان کی عقلی کوششوں سے قطعی بعید و بالا ہیں"۔

سر آلیور لاج سرآمد علمائے سوز گار فرماتے ہیں کہ "ایتھر ایک ہمہ گیر مسلسل اور متصل کرنے والا واسطہ ہے۔ جس سے تمام کائنات معمور ہے جو نسبت گرہ کو دھاگے سے ہوتی ہے وہی نسبت الکٹران کو ایتھر سے ہے۔ ایتھر کا تعلق عالم اجسام سے ہے لیکن کیا عجب کہ اس کے سوا کسی اور عالم سے اس کا تعلق ہو۔ لیکن ان عالموں کے باہمی تعلق سے ابھی تک ہم بالکل ناواقف ہیں (مین اینڈ یونیورس صفحہ ۲۳۰)

ایڈورڈ کلاڈ اپنی لاجواب تصنیف دی سٹوری آف کری ایشن (ذکر تخلیق) کے باب ششم میں فرماتے ہیں کہ بیسویں صدی کے انکشافات گذشتہ صدی کی تحقیقات سے بازی لے جائینگے لیکن یہ عجیب بات ہے کہ جس قدر ہم علم میں ترقی کر رہے ہیں اسی قدر اسرار کائنات پیچیدہ ہوتے جاتے ہیں۔ اور اگرچہ زمانہ کی ترقی کے ساتھ ہی ساتھ عجیب و غریب ایجادات اور اختراعات ہوتے رہینگے۔ لیکن پھر رازِ دہر سربستہ ہی رہیگا"

زمانۂ حال کا مشہور و معروف اور بے بدل ہیئت دان **پراکٹر** اپنی لاجواب تصنیف توسیع افلاک کے باب تخلیق ستیارگان میں لکھتا ہے کہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ سیارے اور آفتاب ابتدا میں صرف ایک نیبولا میں شامل تھے۔ لیکن بڑے بڑے عقلائے دہر اب تک بالکل حیران ہیں اور کچھ بھی فیصلہ نہیں کر سکے کہ آخر سیاروں کا یہ باقاعدہ نظام اور ان کا باہمی فرق مراتب کیونکر عمل میں آیا۔

ڈارون مسئلہ انتخاب طبعی کا موجد کہتا ہے۔ کہ اشیاء کی ابیت کا معمہ حل کرنے سے ہم قطعی عاجز ہیں اور اب میرے واسطے یہی ایک صورت ہے کہ لا ادریت پر قانع رہوں۔ سوانح ڈارون جلد اول صفحہ ۳۱۰۔

پروفیسر ہکسلی نے اپنی کتاب مسائل متنازعہ میں نقلی اور اصلی سائنس کے موضوع پر بحث کی ہے۔ اور بتایا ہے کہ سچا علم کیا ہے اور جھوٹا علم کیا ہے۔ وہ اس میں سائنس کے مفہوم مقصود اور حد عمل کو بھی واضح کرتا ہے اور ساتھ ہی بڑے بڑے علما اور محققان سائنس کی کوتاہیوں اور سائنس کے اکثر مسائل کے حل کرنے کی ناقابلیت کا اعتراف زور سے کرتا ہے اور صاف صاف کہتا ہے کہ سائنس کے کل بنیادی اصولوں کی اصلیت سے ہم قطعی **ناواقف** ہیں۔

بنگال کے وزیر تعلیم مسٹر فضل الحق پر ایک بیلی بیوی نے کلکتہ ہائیکورٹ میں سترہ ہزار کی مہر کی نالش کی مقدمہ کی پیشی کے دن مسٹر فضل حق حاضر عدالت نہیں ہوئے اس لئے جج نے سترہ ہزار کی یکطرفہ ڈگری دے دی۔





منقول از روزنامچہ سفر چوہدری غلام حیدر

گذشتہ سے پیوستہ

یکم اگست سنہ ۱۹۲۰ء

قنطرہ سے براہ راست سویز آیا۔ راستہ میں اسماعیلیہ ایک ایسا مقام پڑا جس کا مختصر ذکر قابلِ دلچسپی ہے۔ یہ حکومت مصر کی ریلوے کا جنکشن ہے جہاں سے سویز۔ پورٹ سعید اور قاہرہ کو ریل جاتی ہے۔ اسٹیشن نہایت بارونق ہے۔ ایک نفیس ہوٹل اس کے گوشہ کی زینت بنا ہوا ہے۔ پلیٹ فارم پر مصر کا کتب فروش کی دوکان ہے جس میں تازہ انگریزی۔ فرانسیسی اور عربی اخبارات اور مختلف کتب دستیاب ہو جاتی ہیں۔ شہر کی آبادی پختہ اور پاکیزہ ہے کھجوروں کے باغات بکثرت ہیں۔ عیسائیوں اور یہودیوں کا عنصر غالب ہے جو آسودہ حال ہیں۔ نہر سویز کے مہتمم کا ہیڈ کوارٹر یہیں ہے راستے پختہ کشادہ اور صاف ہیں۔ ریلگاڑیوں کی آمد و رفت اور مسافروں کا ہجوم اس قدر رہتا ہے کہ ہر وقت اسٹیشن گلزار رہتا ہے۔ اسماعیلیہ کا شمار مصر کے اعلیٰ شہروں میں ہے۔ جس وقت میری گاڑی اس اسٹیشن سے گذری ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ گاڑی میں ہندوستانی سپاہی سوار تھے اور ریلگاڑیاں اس قسم کی تھیں کہ اُن کا بالائی حصہ چاروں طرف سے کھلا ہوا تھا۔ صرف چار آہنی چوبوں پر چھت کا مدار تھا۔ یہاں صبح کے وقت گاڑی پہنچی۔ اُس کی چھت پر نامعلوم کیونکر عربی لڑکے سوار ہو گئے۔ راستہ میں جب گاڑی کی رفتار تیز ہوئی تو انہوں نے چھتوں سے شاہراہ کا کام لیا اور بے تکلف اُس پر چلتے پھرتے رہے۔ ایک لڑکا اپنے ہاتھ میں تربوز لیکر آیا اور چھت ہی پر سے ایک سپاہی کو دکھانے لگا۔ اُس نے قیمت طے کی اور جوں ہی دام دیئے وہ تربوز لئے دوسری گاڑی کی چھت پر نمودار ہو گیا۔ غرض اس طرح ان لڑکوں نے کافی رقم مہیا کر لی اور "مال عرب پیش عرب" رہا۔ جب گاڑی میں شور برپا ہوا تو یہ ریت میں کودنے شروع ہوئے اور بجز ایک کے سب فرار ہو گئے۔ افسوس اس کا تھا کہ ہندوستانی سپاہیوں کی سادہ لوحی سے اسماعیلیہ کے بچے تک فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ سویز میں دوپہر کو پہنچا گرمی ناقابلِ برداشت تھی

۲ اگست سنہ ۱۹۲۰ء

نو بجے کے بعد باہر نکلنا تکلیف دہ ہے۔ آفتاب کی تمازت ۴ بجے تک قائم رہتی ہے۔ حکام انگریزی سے ملا اور جس غرض کے لئے میں مکہ جا رہا ہوں اس کے متعلق شاہ حسین کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے ضروری ہدایات حاصل کیں جن کے اندراج کی اجازت نہیں۔ اس کے علاوہ اور کہیں آنے جانے کی ہمت نہ پڑی۔ شام کو بغرض تفریح شہر جانے کا قصد تھا۔ ڈاکٹر عبدالعزیز جو میرے ہمراہ مکہ تشریف لے جا رہے ہیں عجیب بزرگ بے ریا ہیں اُن کی پرلطف تقریر اور ردّ و قدح موجب دلبستگی رہی۔ شام کو ریل میں سوار ہو کر شہر کے دوسرے محلہ (اسٹیشن) پر اُترا۔ یہاں متعدد ریلگاڑیاں محض مقامی مسافروں کی سہولت کے لئے آتی جاتی رہتی ہیں۔ حالانکہ فاصلہ زیادہ نہیں۔ نہایت شاندار مقام ہے۔ بازار نہایت پررونق اور دلچسپی کے مناظر سے معمور ہیں۔ چند ہندوستانی دوکاندار بھی ہیں۔ جن میں اکثر پارچہ فروش اور جوہری ہیں اور عموماً حیدرآباد سندھ کے باشندے ہیں۔ ہندو ہیں۔ مگر نہایت عمدہ عربی بولتے ہیں اور خوشحال نظر آتے ہیں۔ میوے اور سبزی کا بازار اچھا ہے۔ متعدد عالیشان ہوٹلیں اور قہوہ خانے ہیں۔ جہاں شام کے وقت لوگوں کا ہجوم رہتا ہے۔ ان مقامات میں شام کو ہوٹلوں میں جانا تکلفات میں شامل ہے۔ نہایت قرینے سے کرسیاں بچھی ہوئی ہیں۔ کرسیوں کے مقابل حقہ رکھتے ہیں اخبار کی تازہ خبروں کا چرچا رہتا ہے۔ واقعی یہ تبادلِ خیال کا سہل اور مناسب طریقہ ہے۔

۴ اگست سنہ ۱۹۲۰ء

مجھے ٹامس ایم شاہ جو کسی زمانے میں پانے میں تعینات تھے۔ سویز میں ہندوستان جانے کے لئے مقیم تھے۔ اُنہیں میری آمد کا علم ہو گیا۔ مگر میں اُن کی موجودگی سے بالکل خالی الذہن ہو گیا تھا۔ چنانچہ وہ تشریف لائے۔ مدت تک ہندوستان کے موجودہ انقلاب کا ذکر ہوتا رہا۔ کسی خاص نتیجہ پر نہ پہنچے۔ سنہ ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم سے جہاں دنیا کو ناقابلِ تلافی نقصانات برداشت کرنے پڑے وہاں ایک فائدہ یہ ضرور ہوا کہ مختلف اقوام عالم کے باہمی اتصال نے موانست کا وسیع باب کھول دیا اور دُنیا کو معلوم ہو گیا کہ

بنی آدم اعضای یک دیگرند

ہر ملک نے اس اتصال سے کچھ نہ کچھ سبق سیکھا۔ مگر ہندوستان کے باشندوں کے لئے جو شاہراہ ترقی سے کوسوں دُور تھے۔ یہ جنگ بلحاظ تجربات نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوئی۔ وہ نادار اور ناخواندہ لوگ جو اپنے گھروں کی چار دیواری سے باہر قدم نہ رکھ سکتے تھے۔ بلجیم۔ فرانس۔ افریقہ۔ کوہ قاف ایشیائے کوچک۔ بحیرہ اسود۔ ترکی۔ فارس۔ عراق حجاز۔ مصر۔ شام و فلسطین کے چپہ چپہ کو بچشم خود دیکھ آتے ہیں۔ یہاں کا طریق تمدن و معاشرت ان کے سادہ دلوں پر منقوش ہوئے بغیر نہ رہیگا ان کے دلوں میں اولوالعزمی کا ولولہ پیدا ہوگا۔ تاریخ سیاست ایک نیا ورق اُلٹیگی۔ ہندوستان کی موجودہ بیداری اسی اہم مسئلہ کی ایک دھندلی تصویر

ہے مستقبل کی بابت یہ پیشینگوئی کی جا سکتی ہے کہ ؎

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آسکتا نہیں
محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائیگی

۵ اگست سنہ ۱۹۲۰ء

علی الصبح ڈاکٹر عبدالعزیز کے ہمراہ ایک صاحب میری ملاقات کو تشریف لائے جو میرٹھ کے باشندے تھے اور یہ رشلا میں کمسرئٹ ایجنٹ کے عہدہ پر مامور تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے مجھ سے تعارف کرایا بلکر مسرت ہوئی۔ نہایت خلیق اور بامروت شخص ہیں طبیعت میں مذاق شاعری بھی رکھتے ہیں۔ ان کے ہمراہ تفریحاً بازار گیا۔ واپسی میں وہ اپنی قیام گاہ کو لے گئے۔ انہوں نے یو۔پی کی رسم کے مطابق تواضع میں چھالیاں اور الائچیاں پیش کیں۔ ع

مزا ان زرمزوں کا خط پنجاب کیا جانے

پھر بھی دیکھ کر ہندوستان کی صحبت یاد آگئی۔ گو لوازمات میں پان کی کمی تھی۔ مگر ان کے متواضع ہاتھوں نے اس تحفہ کو کچھ اس خلوص سے پیش کیا کہ خشک چھالیاں برگ تنبول کا نعم البدل ہو گئیں۔ ان کے توسط سے بعض اور اصحاب سے بھی ملاقات ہوئی۔ جو ہندوستان جانے کے لئے پا بہ رکاب بیٹھے تھے۔

۶ اگست سنہ ۱۹۲۰ء

آج کچھ ضروری اشیاء خریدنے کے لئے شہر گیا احباب ہمراہ تھے۔ سبزی بازار میں پہنچا۔ انگوروں کی فصل ہے ان کے خوشنما خوشوں کو دیکھ کر آنکھیں للچاتی ہیں۔ ہندوستان میں انجیر کو میووں میں شمار نہ کرتا تھا۔ کوئٹہ میں کچھ تازہ انجیر دیکھتے تھے۔ مگر وہاں سردوں کی شیرینی ان پر التفات کرنے کا موقع نہ دیتی تھی۔ یہاں آکر معلوم ہوا کہ دراصل ہندوستان کی سرزمین گولر پیدا کرتی ہے۔ جن پر باشندوں کو انجیر کا دھوکا ہوتا ہے۔ یہاں کا انجیر انجیر ہے

کیا وید تمام سچائی اور علوم کا خزانہ ہیں؟

ذیل میں ہم مسٹر بھگت رام سکریٹری جیو دیا سبھا فیروزپور کے خیالات نذر ناظرین کرتے ہیں کہ آریہ دوستوں تک پہنچ جائیں تاکہ آریہ دوست ان اعتراضات پر غور فرما کر جو راقم مذکور نے ویدوں پر کئے ہیں ان کا کوئی معقول جواب تجویز کریں۔ اس خیال سے مضمون ہذا درج اخبار کیا گیا ہے۔ ایڈیٹر

وید ہندوؤں کی متبرک پستکیں ہیں۔ لیکن مذہبی کتب کے علاوہ ان کو تمام صداقت اور تمام علوم و فنون کا خزانہ بھی بتلانا یہ سراسر مبالغہ ہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ وید اگر دراصل ایسے ہی ہوتے تو دنیا بھر کے حق پسند انسان اس طرف ہی جھک جاتے اور مختلف زمانوں میں جو لوگ لاکھوں کی تعداد میں ویدک دھرم کو ترک کر کے عیسائی۔ دین اسلام سکھ و جین مذاہب کی طرف آئے۔ وہ کبھی اپنے قدیم مذہب کو چھوڑنا قبول نہ کرتے۔ اور جن جگہوں کے اندر انسانی ضروریات کے سب سامان موجود ہوں خواہ وہ کیسی ہی ویران کیوں نہ ہوں وہ اپنی خوبیوں کی بدولت سبزہ زار ہی بنجایا کرتی ہیں۔ اسی طرح پر اگر ویدوں کے اندر سب کے شدھار رہبتری کی تعلیم ہوتی تو ویدوں کی سنسکرت بھی کئی ملکوں کی زندہ زبان ہوتی یا بن جاتی۔

(۲) اگر دور کل کانگڑی سے ہر سال ویدک دھرم کے ماہر سناتک نکلتے ہیں۔ مگر کسی سناتک نے بھی آج تک ان ویدوں سے کوئی نیا علم یا ہنر نکال کر دنیا کے آگے پیش نہیں کیا۔ البتہ یورپ و امریکہ کے ملکوں کے اندر جب کسی نئی ایجاد کا پتہ لگتا ہے تب اکثر اصحاب ویدوں کے کسی منتر کی کھینچ تان کر کے جھٹ یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہمارے ویدوں میں یہ ودیا بھی ہے۔ علاوہ ازیں جس ملک کے اندر ایسے علوم و فنون کا خزانہ وید موجود ہوں پھر اس ملک میں غریبی اور کال کیسے ٹھہر سکتی ہے اور پھر بڑا تعجب یہ ہے کہ جب ہمارے ہندوستان میں ہی علوم و فنون کا خزانہ وید موجود ہیں تو پھر نامعلوم ہمارے بہت سے ہندو و آریہ پرش یورپ و امریکہ کے دور دراز ملکوں میں اپنی تعلیم کو مکمل بنانے کے لئے کیوں جاتے ہیں۔ ان امور سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حقیقت میں وید علوم و فنون کا خزانہ نہیں ہیں بلکہ وہ صرف ایک زمانہ کی دھرم پستکیں ہی ہیں۔

علوم و فنون کے بارے میں اس مختصر بیان کے بعد اگر صداقت اور عدل و انصاف کے لحاظ سے بھی دیکھا جائے تو وید بھی کئی باتوں میں تعصب سے بری نہیں ہیں

مثلاً دیکھیے

(۳) ویدوں کے اندر جہاں لڑکوں کے لئے دایہ بھاگ یعنی تقسیم وراثت کا ذکر ہے وہاں بیچاری لڑکیوں کے حقوق کو بالکل فراموش کیا گیا ہے۔ دیکھیے رشتی آنک آریہ ہندی ماہواری رسالہ لاہور بابت ماہ فروری ۱۹۲۲ء اور دیگر آریہ شاستروں کے اندر بھی پرشوں کے لئے تو ہر ایک حقوق کو بڑی مضبوطی کے ساتھ قائم کیا ہوا ہے۔ برعکس اسکے بیچاری مستورات کے لئے ان ویدوں کے اندر بھی واجب انسانی حقوق نہیں پائے جاتے

(۴) اور ملاحظہ فرمائیے مسلمان اور عیسائی مذہب کے اندر عورتیں خود مختاری کے ساتھ راج پاٹ کے بھی قابل سمجھی جاتی ہیں اور جب کبھی اور جہاں کہیں ان کو وراثت میں راج ملے انہوں نے بڑی خوبی کے ساتھ اپنے اعلیٰ فرائض کو پورا





ہے۔ مگر افسوس ہے کہ ویدک دھرم کی رو سے ہندو عورتوں کو کبھی کسی طرف سے بھی ساتھ یا حق وراثت ہی نہ مل سکا۔ پھر ایسا ویدک دھرم کیونکر عالمگیر ہونے کے قابل ہو سکتا ہے؟

(۵) عیسائی اور مسلمان اصحاب کی (محض آیت کمال کی) رسم طلاق کے برخلاف تو آریہ سماج ہمیشہ اپنی نکتہ چینی کرتا ہے۔ اور اپنے ویدک مسئلہ اٹوٹ سمبندھ پر فخر کرتا رہتا ہے۔ مگر ایسے اُمید وار ان پرچوں سے یہ ایک سوال ہے کہ عملی طور پر ان کا یہ اٹوٹ سمبندھ کا مسئلہ ہندو مرد و عورت دونوں کے لئے ہے یا کہ یہ مسئلہ صرف کمزور استری جاتی کو دبانے اور ستانے کے لئے ہی ہندو مردوں کے ہاتھ میں ایک بچانہ بدوست آلہ ہتھیار بنا ہوا ہے کیسا غضب ہے کہ مرد تو جب چاہے اپنی نیک سے نیک ہندو استری کو بھی کسی نہ کسی بہانہ سے باہر نکال سکتا ہے۔ اور اپنی پہلی استری کے موجود ہوتے ہوئے بھی جتنی بار چاہے نئی سے نئی شادی بغیر کسی قانونی روک ٹوک کر سکتا ہے۔ مگر دوسری طرف ہندو عورت خواہ کسی ظالم خاوند سے ستائی جاتی ہو اس بیچاری کو اپنی مصیبتوں کا حال بیان کرنے کا کوئی موقع تک بھی نہیں دیا جاتا۔ ہندو استریوں کے دکھوں کا باہر کی دنیا کو پورا پورا پتہ لگے تو کیسے لگ سکے۔ جبکہ سوائے موت کے اُن کے دکھوں کو مٹنے والا بھی کوئی نہیں۔ بھلا کسی وید شاستر کے اندر ایسی دکھیا ہندو استریوں کے دکھوں کا کوئی علاج ہے؟

(۶) آگے پھر ویدوں کے بتاتے ہوئے مسئلہ نیوگ کی اصلیت کچھ بھی سمجھ میں نہیں آتی۔ بجائے انسانی اخلاق کو قائم رکھنے کے یہ مسئلہ حقیقت میں اخلاق عامہ کو گرانے والا ہی معلوم پڑتا ہے اور جبکہ ہندو آریہ اصحاب کے اندر نیوگ کر لینے کی اجازت موجود ہے تو پھر کوئی حق پسند بتائے کہ مسئلہ نیوگ کے قائم کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی؟

اُمید ہے کہ یہ چند سطور متلاشی حق کے لئے ویدوں کے متعلق درست رائے قائم کرنے میں کچھ مدد دینگی۔

بھگت رام از جھاؤ فیروزپور

عازم کلوری

گذشتہ سے پیوستہ

اُس شخص نے کیا جو ہمت سے یہ کلام
حیران دل ہی رہ گیا مجمع جو تھا تمام
رکھ کر جنازہ ہٹ گیا پیچھے کو اژدحام
ہاتھوں سے تب جنازہ کو اُٹھنے لیا تھام

فرمایا اُٹھو بیٹے کہا کر اس خطاب سے
اُٹھ بیٹھا مردہ گویا کہ جاگ اُٹھا خواب سے

ماں سے کہا کہ مائی نہ رو دنیا لے پسر
تب صبر کر چکی تھی مگر اب تو شکر کر

دل اس کا خوش ہوا جو ملا پارہ جگر
لوٹے خوشی خوشی گئے سب لوگ اپنے گھر

جو اُن میں کہہ رہے تھے یہ انسان عجیب ہو
کتنوں کی اس کے بارہ میں رائے صلیب ہے

واقع میں دردناک ہے یہ واقع الم
ماتم کریں نہ اس کے لئے کیوں ہو ستم

محسن کشی کے جرم میں اب مبتلا ہیں ہم
جتنا کریں ہم اپنی قساوت پہ غم ہے کم

اُس نے نہیں قبول کیا ہم نے رد کیا
نیکی کو اُس کی بھول گئے سخت بد کیا

دو اور شخص ساتھ میں اُس کے جو آئے ہیں
مصلوب کرنے کے لئے اُن کو بھی لائے ہیں

یہ بھی شریک اُن کے سزا میں بنائے ہیں
ان ڈاکوؤں نے خون بہت سے بہائے ہیں

یوں اس کو کر لیا ہے خطاکاروں میں شمار
تا بیگناہ کا ہو گنہگاروں میں شمار

افسوس تجھ پہ سلطنت روم کیا کیا
سر پر تیرے قہر کا ہجوم کیا کیا

قوم یہود نحس ہے اور شوم کیا کیا
بستی میں تیری بولیگے اب بوم کیا کیا

عقلوں کو قید فہم سے آزاد کیوں کیا
آزادی دینے والے کو برباد کیوں کیا

افسوس غم ہے رنج ہے ہیہات اے مسیح
ہے تجھ پہ کیسی موت کی سکرات اے مسیح

ہے تیری ذات دافع آفات اے مسیح
آفت میں کیوں پڑا یہ تیا بات اے مسیح

حاسد کو تو حسد سے یہ کرنا ضرور تھا
حاکم کی رائے میں بھی مگر بے قصور تھا

کھانا جو تیرے ساتھ میں کھاتا تھا برابر
اور تیرے مرسلین میں اس کا ہوا شمار۔

کیسا نمک حرام بنا یہ سیاہ کار
عیار غار کھودتے ہیں بہر یار غار۔

یہ یوں ہوا جو بات دشمنوں میں آئی ہے
ہمدم نے مارنے کو مرے لات اُٹھائی ہو

منت نے سینکڑوں ہی گنہ کرکے بارہا
ٹھونکا سر صلیب کہا تجھ کو ترسا۔

اقرار کر رہا ہے وہ رونا ہے زار زار
پطرس کے ذیل میں اسے کر لیجئے شمار

چشم کرم نہ اُس کے لئے بند کیجئے۔
اسکو نجات بخش کے خورسند کیجئے

منت

نور افشاں کو قلمی امداد سے فراموش نہ کیجئے

خبریں

بہت ہی افسوس کے ساتھ یہ خبر دیجاتی ہو کہ مسٹر سیموایل فقیر امل مورخہ ۱۳ جون ۱۹۲۶ء بوقت ایک بجے رات کو اس جہان فانی سے کوچ کر کے عالم جاودانی کو آسمانی باپ کی گود میں جا بسے۔

(پی۔ ایم۔ گھنڈا)

امرتسر ۴ جولائی ۔ سردار سادھو سنگھ آنریری مجسٹریٹ درجہ دویم نے سردار نارائن سنگھ ساکن موضع دھور کاکو دو مقدمات زیر دفعہ ۱۲۴ قانون ترمیم ضابطہ فوجداری کے زیر رجو کہ اس پر مورخہ ۲۴ - ۳ اور ۲۴ - ۴ کو موضع بابا بکالہ میں منعقدہ دو شہیدی دیوانوں میں تقریریں کرنے اور شرو منی کمیٹی کے لئے چندہ جمع کرنے کے جرم میں علیحدہ علیحدہ چلائے گئے تھے) چھ چھ ماہ قید سخت اور دو سو روپیہ جرمانہ ۱½ - ۱½ ماہ قید سخت کی مزید سزائیں دیدیں۔

لنڈن ۵ جولائی ۔ ٹائمز کا خاص بحری تار مظہر ہے کہ مصر کی وزارت کے بندرگاہ سوریز کی توسیع جرمن ٹنڈر منظور کر لیا ہے۔

لنڈن ۵ جولائی ۔ کل معماروں نے ہڑتال کر دی۔ ان میں ۷ لاکھ معمار شامل ہیں تحقیقاتی عدالت نے مالکوں اور کارکنوں کی شہادتیں قلمبند کیں۔ آخر الذکر نے شہادت دیتے ہوئے یہ ظاہر کیا کہ انہیں امور تحقیقات اور طریق تحقیقات کے خلاف اعتراض ہے۔

کمیونسٹ پارٹی نے ایک اعلان جاری کیا ہے جس میں معماروں کو انکی کارروائی پر مبارکباد دی ہے اور تجویز کی ہے کہ گورنمنٹ براہ راست مزدوروں سے تعمیر کا کام لے اور بلا کسی شرط اجرت ادا کرے

لنڈن ۵ جولائی ۔ مراکو کے حالات کے متعلق ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ دشمن کے آدمی بڑی تعداد میں جمع ہو رہے ہیں۔ علاقہ المین میں ہسپانوی فوجوں نے اُن کا مقابلہ کیا۔ گورنمنٹ نے سیوٹا اور میلیلا کی طرف آزادی فوج روانہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

شملہ ۵ جولائی تازہ ترین اطلاع مظہر ہے کہ خان صاحب سید محمد شاہ برطانوی قونصل جلال آباد جنہوں نے خودکشی کا ارتکاب کیا تھا اب رو بصحت ہیں۔ اُن کا درجہ حرارت آج معتدل تھا اور ڈاکٹروں کو امید ہے کہ وہ جلد شفایاب ہو جائینگے۔

کلکتہ ۶ جولائی ۔ فارورڈ مظہر ہے کہ کل شام کو بڑا بازار کانگرس کمیٹی کے جلسہ میں چند سوراجی ممبروں کو زدوکوب کیا گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک ممبر کو سخت زخم آئے۔ چنانچہ اُسے فوراً ہسپتال پہنچایا گیا۔ چند ممبروں نے ایک درخواست پیش کی تھی کہ ان عہدہ داروں کو کمیٹی کی اگزکٹو سے علیحدہ کر دیا جائے۔ جن پر اکثریت کا اعتماد نہیں رہا اس مقصد کے لئے یہ جلسہ منعقد کیا گیا تھا اور بیان کیا جاتا ہے کہ بحث مباحثہ کے دوران میں شور و شر پیدا ہو گیا۔ سوراجی ممبروں کو ہال سے نکلجانے کی درخواست کی گئی اور جب انہوں نے انکار کیا تو دروازے بند کر دیئے گئے۔ اور گیس کی روشنی کے لیمپ بجھا دی گئی۔ اس کے بعد ہاتھاپائی شروع ہو گئی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ چند سوراجی ممبران زخمی ہو گئے۔

آمدہ خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ لنڈن میں ہالینڈ کے ایک لمبے تڑنگے صاحب موجود ہیں جنہیں زمانہ حال کا عوج بن عنق کہنا چاہئے آپ کو دیکھنے کے لئے ایک دن خلقت کا یہ ہجوم تھا کہ سڑکوں پر بہت دیر تک گاڑیاں رکی رہیں آپ کا قد نو فٹ ساڑھے تین انچ ہے۔ ان سربلند خاں بہادر کے والدین عام انسانوں کی طرح ہیں۔

آپ آغاز ہی سے لمبے تڑنگے چلے آرہے ہیں۔ سات سال کی عمر میں آپ کا قد سات فٹ تھا۔ جب دوسرے بچے کسی تماشے میں جاتے تو ہجوم خلائق کی وجہ سے بچوں کو تماشہ دیکھنے میں بہت دقت معلوم ہوتی تھی۔ مگر یہ لمبے خانصاحب نہایت بے تکلفی سے لوگوں کے پیچھے کھڑے ہو کر سب کچھ دیکھ لیا کرتے۔

آپ کی خوراک کی یہ حالت ہے کہ صبح کے کھانے پر صرف پندرہ انڈے۔ صرف تین سیر مچھلی۔ صرف ۴ پلیٹ شوربا۔ صرف سات ڈبل روٹی اور صرف ۸ پیالی چاء کی ہوتی ہیں۔

برعکس ازیں ایسے لوگ بھی ہیں جو غیر معمولی طور پر قد میں چھوٹے اور زمین سے گھسٹتے چلتے ہیں۔

دنیا بھر میں سب سے زیادہ قریہ اندام انسان جگو سلیویا میں ہے۔ اس کا وزن سات من ہے اور چوڑائی ۶۹ انچ ہے۔

خالصہ کالج امرتسر سے چند طلبا کو ۳ سال کے لئے خارج کر دیا گیا۔ چند کو چار ماہ دیہات میں رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔



جو شخص پہاڑ کی چوٹی پر چڑھنا چاہتا ہے تو اگر وہ پہاڑ کی بلندی پر نگاہ کر کے آہیں کھینچے کہ ادھر اس پر تو چڑھنا نہایت مشکل ہے تو وہ کبھی اُس پر چڑھ نہیں سکتا۔ اُس کی چوٹی پر چڑھنے کا فخر وہی آدمی حاصل کر سکتا ہے یا اُس بام شہرت پر وہی آدمی چڑھ کر دکھا سکتا ہے جو بے خوف و خطر پختہ ارادے سے اُسکی بلندی کی کچھ پرواہ نہ کرتا ہوا قدم آگے ہی بڑھاتا جائے خواہ اُس کی جان پر لاکھ مصائب کیوں نہ آئیں۔ وہ ان صعوبتوں کو جھیلتا ہوا بام شہرت پر چڑھ کر اہل جہاں کی نظروں کے سامنے مانند ماہ منور روشن ہوگا۔

خواہ آپ کو علم و ہنر سیکھنا مطلوب ہے خواہ آپکو مال و زر حاصل کرنے کی طمع دامنگیر ہے تو آپ اس صفت کو اپنے میں پیدا کرنے سے ہی یہ سب کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔ ورنہ ان کے حصول کا کوئی اور طریقہ آپ کو دستیاب نہ ہوگا۔ جہاں کام کرنے کا پختہ ارادہ ہو وہاں اُس کے کرنے کے لئے خود بخود راستے نظر آنے جاتے ہیں۔ علم و ہنر کے حاصل کرنے کے لئے بھی محنت و مشقت کا اُٹھانا ناگزیر ہے۔ خالی ارمان و تمنا سے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ایسا خیال کرنا بے سود ہے۔ کہتے ہیں کہ جب اہل روما کے اقبال کے دن تھے اُس وقت ایک بزدل آدمی نے ایک بہادر سپاہی سے یہ بات کہی کہ ہمارا حریف ایک ایسے مضبوط و مستحکم قلعہ میں چھپا بیٹھا ہے کہ جس میں داخلے کا کوئی راستہ ہی نہیں اور اگر ہم لاکھ کوشش اور تدبیریں بھی کریں۔ ہم ہرگز ان پر فتح یاب نہیں ہو سکتے۔ لیکن اس بہادر سپاہی نے اُسے غصے سے کہا کہ اے ہمارے فوج کی شرم اور بے عزتی کے باعث شخص دُور ہو جا۔ ہم اُس میں داخل ہونے کا راستہ ڈھونڈ لینگے۔ اور اگر راستہ نہیں ہوا تو ہم بنا لینگے۔

کولمبس کی طرف نگاہ کیجئے۔ اُسے کتنی ہی مایوسی اور نا امیدی کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن اُس باہمت شخص نے اپنے ارادے کو نہ پلٹا پر نہ پلٹا۔ اثنای سفر میں جب وہ جہاز میں جا رہا تھا۔ اُس کے ساتھیوں نے بارہا اُسے سمندر میں پھینک دینے کا قصد کیا۔ لیکن وہ اُنہیں تسلی و تشفی دیتا ہوا آگے کی طرف بڑھتا گیا اور آخر کار اس کو اپنی محنت و مشقت اور عالی ہمتی کا یہ پھل ملا کہ اُس نے اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کر کے اپنے گوہر مقصود کو حاصل کر کے دامن تمنا کو پُر کیا۔

مس ہیلن کیلر ایک نابینا لڑکی کی مثال ہماری آنکھوں کے سامنے آج تک موجود ہے جس نے سکولوں اور کالجوں کی تعلیم حاصل کرنے کے علاوہ تمام مضامین انگریزی۔ لاطینی۔ یونانی۔ فرانسیسی۔ جرمنی زبانوں اور ریاضی کی مختلف شاخوں میں نمایاں فوقیت و مہارت پیدا کر کے دکھادی۔ یہ صرف اسی ارادے اور مستقل مزاجی کا ہی کام تھا۔ کہ ایک نابکارہ اعضا والی لڑکی کو ایسی شہرت دے کہ بڑے اچھے صحیح و سالم قواء رکھنے والے انسانوں کو مشکل سے حاصل ہوتی ہے۔

اسی طرح بے شمار مثالیں آج تک ہمارے پاس موجود ہیں جو ہمیں ہر کام میں کامیابی اور ہر مہم میں فتح اور ہر ناممکن کام کو ممکن کر دکھانے کے لئے تحریک و ترغیب دلاتی رہتی ہیں۔

اب انجیل مقدس ہی میں رسولوں کے اعمال بنظر تعمق دیکھئے۔ اُن کی خدمات اور کارناموں سے سبق سیکھئے۔ انہوں نے اپنے نجات دہندے کی خاطر کوڑے کھائے۔ قید اور جیلخانوں میں اسیر ہوتے شکنجوں میں کھینچے گئے۔ پتھراؤ کئے گئے۔ صلیب پر لٹکائے گئے۔ غرضیکہ انواع و اقسام کی مصیبتوں سے ان کی جان لی گئی۔ لیکن اُس یسوع کا جس پر انہیں پورا پورا توکل و بھروسہ تھا۔ ہرگز انکار نہ کیا۔ اور اس خدمت کو جس کے کرنے کا انہوں نے پکا ارادہ کیا ہوا تھا۔ سر کرتے ہی چلے گئے اور اُس فرمان کو کہ جاؤ تمام دنیا کی سرحدوں تک انجیل کی منادی کرو۔ اور باپ اور بیٹے اور پاک روح کے نام سے بپتسمہ دو۔ بدل و جان مانا۔ گویا کہ ان کی پاک اور بے لوث زندگیاں آج ہر مسیحی پاسبان۔ ہر مسیحی مبشر۔ ہر مسیحی مناد۔ ہر مسیحی زن و مرد۔ ہر مسیحی برنا و پیر۔ ہر لڑکی اور لڑکے کے لئے رہنما ہیں۔ اُن کی راسخ الاعتقادی۔ ان کی عالی ہمتی۔ اُن کی خود انکاری آج آپ کو پکار رہی ہے۔ کہ صاحبو اگر خداوند کا فرمان بجا لا سکتے ہو یا کل دنیا کو اُس کے قدموں میں لانا چاہتے ہو تو آؤ ہمت کرو اور اپنے میں پہلے اس بات کو جگہ دو کہ ہم ضرور اس خدمت کو کر دکھائینگے پھر دیکھنا۔ چہار سو نظر دوڑانے سے اُس مبارک اور پاک نام کا ڈنکا بج جائیگا۔ تمام آدمی نقطۂ مسیح کے آگے سر بسجود ہونگے۔ وہ جو باپ کے دہنے بیٹھا ہے شیطان اور اُس کی تمام بادشاہت کو شکست دکھائیگا۔

کاشکہ آج تمام دنیا کے مسیحیوں میں یہ صفت اور یہ جوش موجزن ہو جائے۔ پھر فتح ہے۔ فتح ہے۔ فتح

انفلم آپ کے جنگ کا شریک آئی ایم کے سنگھ فلیمنگ روڈ۔ لاہور۔

یادِ رفتگان

نہایت ہی رنج و الم اور بکمال حسرت و اندوہ کے ساتھ اس حادثۂ روح فرسا اور سانحہ ہوش ربا اور خبر وحشت اثر کی سپرد قلم کرتا ہوں کہ بتاریخ ۳ جولائی ۱۹۲۲ء کی شام کے ۱/۴ بجے کے قریب جناب مسٹر جے۔ نیوٹن

صاحب بہادر برادر حقیقی جناب ریورنڈ الیف نیوٹن صاحب مشنری انچارج رد معایہ بعارضہ ملیریل فیور۔ اس جہانِ فانی سے عالم بقا کی طرف رحلت فرما گئے۔ ڈاکٹروں نے علاج معالجہ میں کوشش کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ مگر اجل کے سامنے کس کی پیش جاسکتی ہے۔ صاحب موصوف نہایت دیندار۔ خداپرست۔ متقی۔ منکسر المزاج اور سرگرم سچے مسیحی تھے۔ بازاری منادی کا خاص دل شوق تھا۔ ہر روز بلاناغہ بازاری منادی کرتے اور منادی میں جو مولوی صاحبان معترض ہوتے تھے اور مباحثہ کے شائق ہوتے تھے ان کو براہ راست میرے پاس لے آیا کرتے تھے۔ تاکہ وہ دل کھول کر بذریعہ مباحثہ اپنے دلی شکوک کو رفع کریں اور طرفہ یہ کہ خود بھی عموماً مباحثہ میں حاضر رہتے تھے اُن کے دلیرانہ کاموں کا اثر یہاں پر بہت ہی اچھا تھا اور ہر ملت و مذہب کے اشخاص اُن کو بڑی عزت وحرمت کی نگاہ سے دیکھتے تھے بالحق اُن کی وفات ایک ناقابل برداشت صدمہ ہے۔ خداوند جلشانہٗ اُن کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

راقم مولوی حشمت اللہ لودیانوی

پیارے ناظرین نہایت ہی افسوس کے ساتھ یہ خبر دیجاتی ہے کہ منشی سوہا داس مدرس کماسپور مقیم سانگلہ ہل کی دختر نیک اختر بنام "پیاری" مورخہ ۱۵ جون سنہ رواں کو اس جہانِ فانی سے اپنے والدین اور پیارے خویش واقارب کو بعارضہ طاعون سے عرصہ قریباً دو ماہ گرفتار رہ کر داغ مفارقت دیکر اپنے آسمانی باپ کی گود میں چلی گئیں۔ دعا ہے کہ خداوند ان کے عزیزوں کو تسلی عطا فرمائے۔ آمین۔

از ماسٹر سمون منیر کریوال۔ ضلع شیخوپورہ

اُردو کتابیں

تحقیق بائبل ۔ بائبل کی صداقت۔ اصلیت اور معتبری۔ اس کے کشف والہام کی حقیقت اور بائبل پر نکتہ چینی کا جواب صفحہ ۱۵۵ - ۴ر

تحقیق الایمان ۔ اس میں پادری عمادالدین صاحب نے ترک اسلام اور قبول مسیحیت کی وجہ لکھی ہے صفحہ ۱۲۸ - ۴ر

طالبان حق ۔ یعنی سنیکا۔ ایپکٹیٹس مرکس اوریلیس جیسے مشہور رومی فلاسفروں کی زندگی کے دلچسپ حالات نصیحت آمیز اقوال صفحہ ۱۹۹ - ۹ر رعایتی ۶ر

تعلیم و تعلیم ۔ حصہ دوم سموئیل۔ داؤد۔ ساؤل سلیمان۔ ایلیاہ۔ الیشع۔ شاہ حزقیاہ۔ بلشضر۔ دانیال کے مفصل حالات صفحہ ۱۴۶ - ۲ر

تمثیلیں مسیح کی تمثیلوں کا بیان معہ رنگین تصاویر بچوں کے لئے عمدہ تحفہ ہے۔ ۳ پائی۔

تنقید الخیالات ۔ انسانی عقل کی حقیقت۔ اسلام قدیم و اسلام جدید۔ نبی یا رسول۔ وحی اور الہام کے بیان میں۔ سرسید احمد خاں صاحب کے جواب میں۔ آپادری عمادالدین صاحب چار حصوں میں فی حصہ ۶ پائی

تنقیح مباحثہ ۔ ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب اور مرزا غلام احمد قادیانی کے مباحثہ پر تبصرہ صفحہ ۱۰۴ - ۳ر

تنویر الاذہان فی فصاحت القرآن مصنفہ مسٹر اکبر مسیح صاحب مسلمانوں کے اس دعویٰ کی قرار واقعی تردید کہ فصاحت قرآن بے عدیل و بے مثل ہے صفحہ ۸۰ - ۸ر رعایتی ۴ر

تقلیبات التعلیقات ۔ احادیث۔ خداوند مسیح اور اناجیل وغیرہ پر مولوی چراغ علی کے اعتراضات کا دندان شکن جواب صفحہ ۱۰ - ۱ر

سکرٹری پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور

تیرنگ ہائی سکول بٹالہ

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور شہر سے تقریباً ایک میل باہر ایک پُرفضا اور صحت افزا مقام پر واقع ہے اس کے متعلق ہوادار بورڈنگ ہاؤس خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان۔ لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوش وضع تالاب اور عبادت کے لئے گرجا گھر۔ جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ چند لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے۔ لہٰذا اطلاع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں المشتہر:-

پرنسپل تیرنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور

یونگ کرسچن ہائی سکول لودیانہ

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے۔

مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے یکم اپریل ۱۹۲۲ء سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیرنگرانی کر دی گیا اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔ نرخ خرچ خوراک لوئر پرائمری میں فی طالب علم پانچ روپیہ اور اپر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے۔ کلاس فیس سرکاری کا علم ہر متفرق اخراجات کے لئے عہ ماہوار فی طالب علم۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔

اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے علاوہ ازیں جرنگشا اعلے مالیہ تک کر دکونل عہ سے عہ تک مزید حالات پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہوسکتے ہیں۔

پادری ڈبلیو۔ بی۔ کلارک صاحب ایم۔ اے مینیجر نورافشاں ایمپرس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پرنٹر چھپا۔